وھابی علماء اور انگریز کی مدح وثناء

گذشتہ اوراق میں جناب سید احمد بریلوی کی انگریز دوستی کا ثبوت ناقابل تردید اسناد وشواہد کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے اب ذیل میں سید صاحب کے بعد کے چند مشہور وہابی علماء کے انگریز دوستی سے متعلق احوال واقوال پیش کیے جاتے ہیں۔

مولوی نذیر حسین دہلوی

(۱) مقالات سرسید حصہ شانزدھم میں سرسید احمد خان کے مضمون بعنوان "جناب مولوی نذیر حسین سلمہ اللہ تعالیٰ" کے فٹ نوٹ میں مقالات سرسید کے مرتب جناب شیخ محمد اسماعیل پانی پتی لکھتے ہیں:۔

"مولوی نذیر حسین سورج گڑھ ضلع مونگیر کے رہنے والے تھے۔ جہاں ۱۸۰۵ء میں پیدا ہوئے ۱۸۲۸ء میں دہلی آگئے اور یہیں ۱۹۰۲ء میں انتقال کیا۔ جماعت اہل حدیث کے امام اور شیخ الکل کے لقب سے مشہور تھے۔ گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی کے صلہ میں شمس العلماء کا خطاب بھی ملا.... پنجاب میں مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنۃ ان کے خاص شاگردوں میں سے ہوئے ہیں....

۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں سرکار انگریزی کی خدمات بڑے خلوصِ قلب سے انجام دیں جن کے صلہ میں تیرہ سو روپے نقد انعام میں پائے اور خوشنودیٔ سرکار کا ایک پروانہ بھی کمشنر دہلی نے عطا فرمایا۔"[1]

(۲) مولوی محمد جعفر تھانیسری لکھتے ہیں :۔

"مولوی نذیر حسین صاحب محدث دہلوی جو ایک نامی خیر خواہ دولت انگلشیہ کے ہیں۔"[2]

شمس العلماء مولوی نذیر احمد دہلوی

آغا شورش کاشمیری لکھتے ہیں :۔

"جن لوگوں نے حوادث کے اس زمانہ میں فسخ جہاد کی تاویلوں کے علاوہ "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اُولِی الْاَمْرِ منکم" میں اُولِی الْاَمْر کا مصداق انگریزوں کو ٹھہرایا اُن میں مشہور انشاپرداز ڈپٹی نذیر احمد کا نام بھی ہے جو ایک شعلہ بیان مقرر ہونے کے علاوہ مایۂ ناز اور بلند پایہ مصنف بھی تھے انہوں نے قرآن مجید کے ترجمے میں انگریزوں کو پہلی دفعہ اولی الامر قرار دیا اور اُن کی اطاعت کو اللہ اور رسول کی اطاعت سے مستلزم..... اس ترجمہ کی کاپی آپ نے سر ولیم میور کو انگلستان بھجوائی جس کی سفارش سے آپ کو شمس العلماء کا خطاب ملا۔ اسی ترجمہ پر آپ کو ایڈنبرا یونیورسٹی

---

[1] مقالاتِ سرسید حصہ شانزدہم صـ ۲۲۴ ؛ [2] کالا پانی صـ ۲۴

نے ایل ایل ڈی کی ڈگری عطا کی تھی۔ دیکھو داستان تاریخ اُردو مصنفہ حامد حسن قادری صہ ۴۹۸ "[1]

مولوی نذیر احمد دہلوی کے ارشادات

(۱)

شمس العلماء مولوی نذیر احمد نے اپنے لیکچر میں جو ۵ اکتوبر ۱۸۸۸ء کو ٹاؤن ہال دہلی میں دیا، فرمایا:-

"ہندوؤں کی عملداری میں مسلمانوں پر طرح طرح کی سختیاں رہیں اور مسلمانوں کی حکومت میں بعض ظالم بادشاہوں نے ہندوؤں کو ستایا۔ الغرض یہ بات خدا کی طرف سے فیصل شدہ ہے کہ سارے ہندوستان کی عافیت اس میں ہے کہ کوئی اجنبی حاکم اس پر مسلط رہے جو نہ ہندو ہو نہ مسلمان ہی ہو کوئی سلاطین یورپ میں سے ہو مگر خدا کی بے انتہا مہربانی اس کی مقتضی ہوئی کہ انگریز بادشاہ ہوئے (چیرز) انہوں نے سوا سو برس حکومت کر کے اپنی قومی بیدار مغزی، جفاکشی، لیاقت، انصاف، رعایا پروری اور بہادری کو آشکار طور پر ثابت کر دیا جیسے روزِ روشن میں آفتاب۔ تو کیا اب بھی کسی منصف مزاج دانشمند، ملکی خیر خواہ کے دل میں یہ ولولہ گذر سکتا ہے

[1] عطا اللہ شاہ بخاری از آغا شورش کاشمیری صہ ۱۳۵

خدانخواستہ سلطنت بدل جائے۔ سب بولو! نہیں نہیں (چیرز)
لیکن، مُنہ سے کہنا کافی نہیں۔ کردار سے، گفتار سے ثابت کر
دو کہ تم تبدل سلطنت نہیں چاہتے۔" [1]

(۲)

اور فرماتے ہیں :-

"کیا گورنمنٹ جابر اور سخت گیر ہے توبہ توبہ ماں
باپ سے بڑھ کر شفیق۔" [2]

(۳)

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"جو آسائش ہم کو انگریزی عملداری میں میسر ہے کسی دوسری
قوم میں اس کے مہیا کرنے کی صلاحیت نہیں پس یہی باغیانِ
ناعاقبت اندیش برخود غلط جو عملداری کے تزلزل سے خوش
ہیں چند روز میں عاجز آکر بمنت انگریزوں کو منا کر لائیں تو سہی۔
میں اپنی معلومات کے مطابق اس وقت کے ہندوستانی والیانِ
ملک پر نظر ڈالتا تھا اور برما اور نیپال اور افغانستان بلکہ فارس
اور مصر اور عرب تک خیال دوڑاتا تھا۔ اس سرے سے اُس
سرے تک ایک متنفس سمجھ میں نہیں آتا تھا جس کو میں ہندوستان
کا بادشاہ بناؤں۔ امیدوارانِ سلطنت میں سے اور کوئی گروہ

[1] مولوی نذیر احمد کے لیکچروں کا مجموعہ بار اوّل ۱۸۹۰ء ص ۴-۵۔
[2] مولوی نذیر احمد کے لیکچروں کا مجموعہ ص ۱۰

اس وقت موجود نہ تھا کہ میں اس کے استحقاق پر نظر کرتا۔ پس
میرا اس وقت کا فیصلہ یہ تھا کہ انگریز ہی سلطنت ہندوستان
کے اہل ہیں سلطنت انہی کا حق ہے انہی پر بحال رہنی چاہیے
دعوائے مدعیان معہ خرچہ ڈسمس۔"[1]

مولوی محمد حسین بٹالوی کے ارشادات

(۱)

مولوی محمد حسین بٹالوی جو سردار اہلحدیث کہلاتے تھے اپنے رسالہ "اشاعت السنہ" میں لکھتے ہیں:۔

"سلطان روم ایک اسلامی بادشاہ ہے لیکن امن عام اور حسنِ انتظام کے لحاظ سے (مذہب سے قطع نظر) برٹش گورنمنٹ بھی ہم مسلمانوں کے لیے کچھ کم فخر کا موجب نہیں ہے اور خاص کر گروہ اہلحدیث کے لیے تو یہ سلطنت بلحاظ امن و آزادی اس وقت کی تمام اسلامی سلطنتوں (روم۔ ایران خراسان) سے بڑھ کر فخر کا محل ہے۔"[2]

(۲)

[1] مولوی نذیر احمد کے لیکچروں کا مجموعہ صد ۲۶-۲۷۔

[2] رسالہ اشاعت السنہ نمبر ۱۰ جلد ۶ صد ۲۹۲۔

"اس امن و آزادیٔ عام و حسنِ انتظام برٹش گورنمنٹ کی نظر سے اہلحدیث ہند اس سلطنت کو از بس غنیمت سمجھتے ہیں اور اس سلطنت کی رعایا ہونے کو اسلامی سلطنتوں کی رعایا ہونے سے بہتر جانتے ہیں اور جہاں کہیں وہ رہیں اور جائیں (عرب میں خواہ روم میں خواہ اور کہیں) کسی اور ریاست کا محکوم رعایا ہونا نہیں چاہتے۔" [1]

حرفِ آخر ہم اپنے اس مقالہ میں جناب سید احمد بریلوی اور ان کے متبعین کے سیاسی اعمال و نظریات اجمالاً خود انہی بزرگوں کے اپنے الفاظ میں پیش کر چکے ہیں ہر جگہ حوالہ جات ساتھ شامل ہیں تاکہ جن اصحاب کو مزید تحقیق یا تنقید و تصدیق کا اشتیاق ہو انہیں سہولت رہے اگر ہم نے اخذ مطالب میں کہیں نادانستہ ٹھوکر کھائی ہے یا کہیں کوئی مغالطہ رہ گیا ہے تو ہمیں توقع ہے کہ جو علماء و فضلاء اپنی اہلیت کے اعتبار سے اس موضوع پر قلم اٹھانے کے زیادہ اہل ہیں ہماری غلطیوں کی تصحیح و رہنمائی سے دریغ نہ فرمائیں گے لیکن انہیں اس امر کو ملحوظ رکھنا ہوگا کہ انہیں سید صاحب کی انگریز دشمنی سے متعلق سید صاحب کے اپنے بیانات شائع شدہ مستند کتابوں سے پیش کرنے ہوں گے۔ غیر مطبوعہ، غیر مستند اور خانہ ساز حوالوں کا سہارا نہیں لینا ہوگا۔ اگر انہوں نے ہماری اس درخواست کو درخورِ اعتناء نہ سمجھا اور حسب معمول سابق خانہ ساز قلمی حوالہ جات اور دُور از کار قیاسات کا سہارا لینے کی سعی کی تو ان کی یہ سعی تارِ عنکبوت سے بھی زیادہ ناپائیدار ثابت ہوگی۔

[1] رسالہ اشاعت السنہ نمبر ۱۰ جلد ۶ صہ ۲۹۳